حقیقی مسلم

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :((مَنْ یَاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ)) قُلْتُ: اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ' فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ :((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ' وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ' وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا' وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا' وَلَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ)) (۱)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن ہم لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا:''کون ہے جو مجھ سے سیکھ لے یہ چند خاص باتیں' پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ تو آپؐ نے (ازراہِ شفقت) میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا' اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں۔ فرمایا:''جو چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو' اگر تم نے ایسا کیا تو تم سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے' (اور یہ عبادت نفلی عبادت کی کثرت سے افضل ہے) اور اللہ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ' اگر ایسا کرو گے تو تم سب سے زیادہ بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔ اور (تیسری بات یہ کہ) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو' اگر ایسا کرو گے تو تم مؤمن کامل ہو جاؤ گے۔ اور جو تم اپنے لیے چاہتے اور پسند کرتے ہو وہی دوسرے لوگوں کے لیے بھی

---

(۱) سنن الترمذی' کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ' باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس۔ ومسند احمد' کتاب باقی مسند المکثرین' مسند ابی ھریرۃ۔

چاہو اور پسند کرو' اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی اور پکے مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور (پانچویں بات یہ ہے کہ) زیادہ مت ہنسا کرو' کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیس سال کی عمر میں اُس وقت ایمان لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ اگرچہ انہیں آپؐ کی صرف تین چار سال کی رفاقت ملی' مگر وہ ایمان لانے کے بعد سایہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ وہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی روایات کی مجموعی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے۔ بعض لوگوں کو یہ بات حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ ابو ہریرہؓ کی روایات ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کئی گنا زیادہ ہیں جن کی آپؐ کے ساتھ رفاقت پندرہ بیس سال پر محیط ہے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپؐ کے سامنے نسیان کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: ''چادر پھیلاؤ'' میں نے چادر پھیلا دی۔ آپؐ نے اس چادر میں دونوں ہاتھ ڈال دیے' پھر فرمایا: ''اسے اپنے سینے سے لگا لو'' چنانچہ میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں پھر اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا۔ (بخاری)

اس طرح ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے ایسا علم عطا فرما جو فراموش نہ ہو۔ اُن کی اس دعا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی (تہذیب التھذیب)۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ کو اپنے حافظے پر اس قدر بھروسہ ہو گیا تھا کہ آپؓ حدیث بیان کرنے میں متردّد نہ ہوتے تھے اور تاٴمل نہ کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ قبیلے کی بکریاں چراتے تھے اور ایک بلی اپنے ساتھ رکھتے تھے' اس وجہ سے ابو ہریرہ (بلی کا باپ) مشہور ہوئے' اگرچہ ان کا اصل نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔

اس حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کے سامنے چند باتیں بتانے کا ارادہ کیا اور اُن کو پوری طرح متوجہ کرنے کے لیے فرمایا کہ کون ان کو سیکھنا چاہتا ہے جو خود بھی ان پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دے؟ اس پر جب حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔

ان میں پہلی بات یہ تھی کہ تم حرام اور ناجائز کاموں کے قریب نہ جاؤ تو سب لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار بن جاؤ گے۔ تقویٰ نیک اعمال کا سرچشمہ ہے۔ جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے ممنوعات سے بچتا ہے گویا وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے' کیونکہ عبادت نام ہے مکمل

غلامی کا' اور غلام وہ ہے جو آقا کا فرماں بردار ہو۔ پس جو شخص ہمہ وقت اللہ کے خوف سے حرام چیزوں سے اجتناب کرے گا وہی تو سچا عبد ہے۔ کیونکہ عبادت صرف نماز روزے کا نام نہیں بلکہ یہ تو ایک رویہ ہے جو انسان کی پوری زندگی پر محیط ہونا چاہیے۔

دوسری بات رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ نے جو کچھ تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اُس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ تو تم سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے۔ حدیث میں آتا ہے:

((اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ)) (۱) ''دولت مندی تو دل کی دولت مندی ہے۔''

پس جس کا دل اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ جس حال میں اسے اللہ نے رکھا ہے ٹھیک ہے تو وہ سب سے بڑا غنی ہے۔ وہ مانگے گا تو اللہ سے مانگے گا' کسی دوسرے کے آگے دست سوال دراز کرنے کی ذلت برداشت نہیں کرے گا۔ جو آدمی اللہ کے دیے پر مطمئن نہیں اور کثرت کی خواہش نے اس کا سکون اور چین چھین رکھا ہے' اگر وہ ڈھیروں سونے چاندی کا مالک ہے تو پھر بھی مفلس ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے دیے پر راضی اور مطمئن ہے وہ سب سے بڑا غنی ہے۔

تیسری بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے تو مؤمن بن جاؤ گے۔ ہمسایہ ہر وقت کا ساتھی ہے۔ اُس کے ساتھ حسن سلوک انسان کی اولین ذمہ داری ہے۔ اگر ہمسائے کے ساتھ تعلقات اچھے نہ ہوں گے تو ہر وقت کی پریشانی ہوگی۔ زندگی آسودہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمسائے کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہوں۔ یہاں ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ آپؐ نے تین مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ شخص ایمان والا نہیں جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہیں۔ ہمسائے کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اتنا زور دیا کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ شاید ہمسائے کو وراثت میں حق دار بنا دیا جائے گا۔ پس ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک جہاں دنیاوی طور پر امن و سکون کا باعث ہے وہاں ایمان کی علامت بھی ہے۔

چوتھی بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ تم دوسرے کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو' اس طرح تم مسلم ہو جاؤ گے۔ ظاہر ہے کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا

(۱) صحیح البخاری' کتاب الرقاق' باب الغنی غنی النفس۔

کہ اسے تکلیف ہو' وہ ستایا جائے یا اسے نقصان پہنچے۔ اگر ہر شخص دوسروں کے لیے بھی ایسے ہی جذبات رکھے تو واقعی دنیا جنت نظیر بن جائے' کیونکہ ہر شخص خود کو محفوظ اور مامون محسوس کرے گا۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ الفاظ تو مختصر ہیں مگر ان کی جامعیت کا اندازہ لگایئے کہ اس طرزِ عمل سے پورا مسلمان معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا' جرائم اور بدعنوانی کی تمام صورتیں ختم ہو جائیں گی' کیونکہ ہر برائی دوسروں کے لیے نقصان کا باعث اور حقوق کی تلفی کا سبب ہوتی ہے۔

پانچویں بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ زیادہ ہنسا نہ کرو' کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ دل مردہ ہو تو احساسِ زیاں جاتا رہتا ہے۔ اسلام تو دین وسط ہے' یہ درمیانی چال کو پسند کرتا ہے۔ خوشی کا موقع ہو تو انسان اس قدر بے باک نہ ہو جائے کہ بُرا وقت آنے کا احساس ہی ختم ہو جائے۔ اسی طرح اگر کوئی صدمہ پہنچے تو وہاں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ قہقہے تو وہی شخص لگائے گا جو فکر فردا سے بیگانہ ہو۔ جس شخص کے ذہن میں یہ چیز مستحضر رہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں' کیا پتا موت کا وقت کب آ جائے' وہ غفلت کا شکار کیسے ہو سکتا ہے! موت تو اچانک بھی آ سکتی ہے' اگر اس بات کا احساس ہو تو قہقہے لگانا کس کو سوجھتے ہیں! رسول اللہ ﷺ محبوبِ خدا اور خیر الخلائق تھے' آپؐ نے بھی کبھی کبھی تبسم فرمایا ہے مگر کھل کھلا کر کبھی نہیں ہنسے۔ زیادہ ہنسنا غفلت اور بے خوفی کی علامت ہے' جس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ مگر دل کی تو زندگی مطلوب ہے تاکہ موت آئے تو اس حال میں کہ دل اور ضمیر زندہ ہو' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔

نصیحت کی یہ پانچ باتیں حکمت کا خزانہ ہیں۔ ان پر خود عمل کرنا اور دوسروں کو ان کی تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا مشن ہونا چاہیے' تاکہ معاشرے میں امن وسکون کا دور دورہ ہو' دنیا کی زندگی بھی اطمینان سے گزرے اور اگلی زندگی کے لیے بھی اچھے اعمال ذخیرہ ہو جائیں۔

❁❁❁